مغرب میں اسلاموفوبیا: نسل پرستی یا مذہبی تعصب؟

Islamophobia in West: Racism or Religious Prejudice?

DOI: *https://doi.org/10.5281/zenodo.7634345*

**Syed Bureer Abbas Naqvi*
***Dr.Ammar Khan Nasir*

Abstract

Islamophobia is a psychological state of fear, hatred and prejudice against Islam or Muslims. Under the influence of which Islam is perceived as a geopolitical force or source of violence and terrorism. Consequently, Islam is considered harmful to humanity and is hated. Western critics have tried to create the impression that the existence of Islamophobia in west is just a myth or at most they call it racism. On the other hand, some are calling it the reality of the present time and declaring it purely religious prejudice apart from racism. This article attempts to examine these two views, which will help to reach a conclusion on the issue of whether Islamophobia is simply a form of racism or a religiously based prejudice that is emerged as social phenomenon in the western world.

Keywords: *Islamophobia, Muslim hate, Racism, xenophobia, religious prejudice.*

موضوع کا تعارف و اہمیت

اسلاموفوبیا (Islamophobia) کی اصطلاح بنیادی طور پر دو الفاظ، اسلام(Islam) اور فوبیا (Phobia)کا مرکب ہے۔ اس ترکیب میں لفظ اسلام سے مراد دینِ اسلام ہی ہے، لیکن اسلام کے ساتھ جڑے لفظ فوبیا(Phobia)کی وضاحت ضروری ہے۔ آکسفورڈ ڈکشنری کے مطابق فوبیا(Phobia)کی تعریف یوں ہے:

""کسی چیز کا سخت اور بلاجواز خوف"۔(1) A strong unreasonable fear of something

آکسفورڈ ڈکشنری کی بیان کردہ تعریف کے مطابق فوبیا(Phobia)سے مراد ہے کسی بھی چیز کے متعلق ایسا سخت خوف جس کا جواز نہ ہو۔ محولہ بالا تعریف میں "سخت" اور "بے جواز" دونوں الفاظ قابلِ غور ہیں۔ یعنی کسی بھی چیز کے متعلق سخت خوف ہو اور ایسے خوف کا جواز بھی نہ ہو تو اس کیفیت کو فوبیا(Phobia) کہا جائے گا۔

....

*PhD Scholar, Department of Islamic Studies, GIFT University, Gujranwala
**HOD Department of Islamic Studies, GIFT University, Gujranwala

فوبیا، دراصل کسی ایسی چیز کا غیر معقول خوف ہے جس سے نقصان پہنچنے کا حقیقت میں امکان نہیں ہوتا۔ یہ لفظ یونانی لفظ "فوبوس(Phobos)" سے آیا ہے جس کا مطلب ہے "خوف" یا "ڈر" (2)۔ یہ ایک اضطرابی کیفیت ہوتی ہے اور اس اضطراب کے عارضے میں مبتلا افراد کو بعض ایسے اوقات میں گھبراہٹ کا سامنا کرنا پڑ سکتا ہے جب وہ شدید حساس اور مخصوص حالات میں مصروفِ عمل ہوتے ہیں۔ گھبراہٹ کے یہ حملے اتنا بے چین کرتے ہیں کہ لوگ مستقبل میں ان سے بچنے کے لیے ہر ممکن کوشش کرتے ہیں۔ فوبیا کی کیفیت ایک ہی مقدار یا مقام پر رکی نہیں رہتی بلکہ اس میں اضافہ بھی ہو سکتا ہے۔ مثال کے طور پر، اگر کسی کو کشتی رانی کے دوران گھبراہٹ کا حملہ ہوتا ہے تو وہ مستقبل میں جہاز رانی سے بھی ڈر سکتا ہے۔ اگر کسی کو مینار کی اونچائی سے ڈر لگتا ہے تو ممکن ہے مستقبل میں وہ اپنے گھر کی چھت سے بھی خوف زدہ ہونا شروع ہو جائے۔

فوبیا(Phobia) کے معانی سمجھنے کے ساتھ ہی ہمیں اسلاموفوبیا(Islamophobia) کی لفظی ترکیب، اس ترکیب کی پیدائش اور ترکیب کے پسِ پردہ موجود محرکات کا اشارہ مل جاتا ہے۔ اوپر بیان کی گئی فوبیا کی تعریفات کے بعد اگر اسلاموفوبیا (Islamophobia) کی اصطلاح کا تعاقب کرنے کی کوشش کی جائے تو ویبسٹر میریم (*Merriam Webster*) ڈکشنری میں بیان کردہ اسلاموفوبیا(Islamophobia) کی تعریف کچھ یوں ہے:

"Irrational fear of, aversion to, or discrimination against Islam or people who practice Islam." (3)

"اسلام یا اسلام پر عمل کرنے والے لوگوں کے خلاف غیر معقول خوف، نفرت اور امتیازی رویہ"۔

اس تعریف کے مطابق اسلام یا اسلام پر عمل کرنے والے لوگوں کے متعلق رکھی جانے والی تین کیفیات کو اسلاموفوبیا قرار دیا گیا ہے، یعنی اسلام اور مسلمانوں سے خوف، کسی قسم کی نفرت، اور امتیازی رویہ، یہ سب اسلاموفوبیا ہی کی مختلف صورتیں ہیں۔ اسلاموفوبیا کی اصطلاح سب سے پہلے 1910ء میں ڈاکٹریٹ کے فرانسیسی طالب علم ایلین کوئلین (Alain Quellien) کے شائع کردہ مقالہ میں پائی گئی تھی جس میں "اسلام کے خلاف ایک تعصب جو مغربی اور عیسائی تہذیب کے لوگوں میں پھیلا ہوا ہے" کو بیان کیا گیا تھا(4)۔ اس اصطلاح کے پہلے استعمال کے حوالے کے طور پر مصور الفونسے(Alphonse Étienne Dinet) اور الجزائر کے دانشور سلیمان بن ابراہیم کا ذکر کیا جاتا ہے جنہوں نے 1918ء میں پیغمبرِ اسلام صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی سوانح عمری فرانسیسی زبان میں لکھی اور اس میں ایک جگہ اسلام کے خلاف نفرت کو زیرِ بحث لائے(5)۔ فرانسیسی میں لکھتے ہوئے انہوں نے اسلاموفوبی(islamophobie) کی اصطلاح استعمال تو کی تھی، لیکن کتاب کے انگریزی ورژن میں اس لفظ کا ترجمہ

"اسلاموفوبیا" کے طور پر نہیں بلکہ "اسلام کے خلاف احساسات"(feelings inimical to Islam) کے طور پر کیا گیا ہے۔ کرسٹوفر ایلن(Christopher Allen) کے مطابق "اس اصطلاح کے ابتدائی استعمال کا وہی معنی نہیں تھا جو کہ عصری استعمال میں ہے"(6)۔

1923ء کے اوائل میں دانش ور طبقہ کی طرف سے اس اصطلاح کی توثیق کی گئی اور اسی فرانسیسی لفظ "islamophobie" کا حوالہ دیا گیا جو Alain Quellien کے مقالہ میں درج تھا(7)۔ انگریزی زبان میں اس اصطلاح کا باقاعدہ ظہور فوری طور پر نہیں ہوا۔1976ء میں جارجز چاہاتی اناوتی (Georges Chahati Anawati) کے ایک مضمون میں یہ اصطلاح استعمال تو ہوئی لیکن وہ اس درجے کی توجہ حاصل نہ کر سکی جس قدر اس کی حساسیت تھی۔ اسی طرح اس اصطلاح کا مسلم دنیا میں کوئی وجود نہیں تھا، لیکن 1990ء کی دہائی میں اس کا ترجمہ عربی زبان میں "رھاب الاسلام" کیا گیا جس کا مطلب بھی اسلام سے خوف ہے(8)۔ نومبر 1997ء میں برطانیہ کے رنی میڈ(Runnymede) ٹرسٹ نے ایک رپورٹ بعنوان "Islamophobia: A Challenge for Us All" شائع کی تھی(9)۔ برطانوی سیاسی بحثوں میں اسلاموفوبیا کی اصطلاح کو مقبول بنانے کے لیے اس رپورٹ کو بڑی اہمیت حاصل ہے۔ رنیمیڈ(Runnymede) ٹرسٹ کی رپورٹ میں، اسلاموفوبیا کی تعریف ایک ایسے عالمی رجحان کے طور پر کی گئی جس میں مسلمانوں سے بے بنیاد خوف اور ناپسندیدگی شامل ہے، جس کے نتیجے میں مغربی ممالک سے مسلمانوں کا اخراج اور ان سے امتیازی سلوک روا رکھا جاتا ہے۔ اس اصطلاح کو متعارف کروانے کے لیے رپورٹ میں کیے گئے جائزے کو ان الفاظ میں درست قرار دیا گیا تھا کہ "مسلم مخالف تعصب حالیہ برسوں میں اس قدر اور اتنی تیزی سے بڑھ گیا ہے کہ ذخیرہ الفاظ میں ایک نئی چیز کی ضرورت ہے"(10)۔

اس رپورٹ کی اشاعت کے بعد ہی پرنٹ و الیکٹرانک میڈیا پر اس اصطلاح کے استعمال میں روانی آئی اور اس کو زینوفوبیا(Xenophobia) یعنی اجنبی باشندوں سے خوف اور نسل پرستی (Racism) جیسی اصطلاحات کے ساتھ استعمال کیا جانے لگا۔ اسلاموفوبیا(Islamophobia)، اسلام یا مسلمانوں کے خلاف خوف، نفرت اور تعصب کی ایک نفسیاتی کیفیت ہے جس کے زیر اثر اسلام کو جغرافیائی اور سیاسی قوت یا تشدد و دہشت گردی کا سرچشمہ سمجھا جاتا ہے اور عالم انسانیت کے لیے اس مذہبی نظریہ کو تکلیف دہ سمجھتے ہوئے اس سے بیزاری کا اظہار کیا جاتا ہے۔ گو کہ گزشتہ چند برسوں میں پھیلنے والی اسلاموفوبیا(Islamophobia) کی لہر نے پوری دنیا میں اثرات پیدا کیے ہیں لیکن بالخصوص اہل مغرب اس کا شکار زیادہ ہوئے ہیں۔

کچھ عرصہ قبل تک تو یہ تاثر قائم کرنے کی کوشش کی جاتی رہی ہے اور کئی دیگر مغربی دانشور اس امر پر زور دیتے رہے کہ اس اصطلاح کے پیچھے کوئی حقیقت نہیں ہے اور معاشرہ میں موجود یہ نفرت انگیز رویہ زیادہ سے زیادہ نسل پرستی یا علاقائی تعصب ہے جسے مذہبی لباس پہنانے کی کوشش کی جارہی ہے۔ چنانچہ برطانیہ میں مختلف ذمہ دار سرکاری عہدوں پر فرائض سرانجام دینے والے برطانوی رکن پارلیمنٹ ایلن جانسن(Alan Johnson) کے مطابق اسلاموفوبیا ایک مذہبی مسئلہ ہونے کے بجائے وسیع تر تناظر میں نسلی تعصب ہی کی ایک شکل ہے۔ اس ضمن میں ان کا خیال ہے کہ

"Islamophobia sometimes can be nothing more than xenophobia and racism "wrapped in religious terms"" (11).

(اسلاموفوبیا بعض اوقات "مذہبی اصطلاحات میں لپٹا ہوا" زینوفوبیا یا نسل پرستی سے زیادہ کچھ نہیں ہے۔)

جب کہ دوسری طرف وہ لوگ بھی موجود تھے جو اسلاموفوبیا کو عصرِ حاضر کی حقیقت قرار دیتے ہیں اور اسے اسلام کے خلاف بے بنیاد تعصب کے طور پر دیکھتے ہیں، جیسا کہ کینیڈا کے وزیراعظم جسٹن ٹروڈو نے کہا تھا کہ "اسلاموفوبیا کینیڈا اور دنیا بھر کی مسلم کمیونٹیز کے لیے ایک ٹھوس اور روزمرہ کی حقیقت ہے"(12)۔ تحریر ہذا میں انہی دوطرفہ آراء کا جائزہ لینے کی کوشش کی جارہی ہے جس سے اس مسئلہ کے متعلق حتمی رائے قائم کرنے میں مدد ملے گی کہ آیا اسلاموفوبیا، مذہبی بنیاد پر اسلام کے خلاف تعصب ہے یا یہ نسل پرستی پر مبنی کوئی سماجی رویہ ہے۔

اسلاموفوبیا کا تاریخی پس منظر

اسلاموفوبیا کے تاریخی پس منظر کی کھوج لگانے کی کوشش کی جائے تو انکشاف ہوتا ہے کہ اس کی جڑیں ماضی بعید تک پھیلی ہوئی ہیں لیکن اُس وقت اِس میں نسل پرستی کا عنصر شامل نہیں تھا۔ وہ تمام امور جو تاریخی طور پر اسلاموفوبیا کے اسباب قرار دیے جاسکتے ہیں، ان میں پہلا سبب وہی ہے جو ہر نبی کی بعثت پر سامنے آتا رہا ہے، یعنی جدید ترین نبی کی بعثت پر اس نبی کے ساتھ ان اقوام کا اختلاف جو یا تو الہامی علم اور سلسلہ نبوت کے سرے سے منکر ہیں یا پھر وہ اقوام جو کسی سابقہ نبی کے پیروکار تھے اور اپنے نبی کی تعلیمات کو ہی حتمی سمجھ کر مزید کسی نبی کا وجود برداشت نہیں کرتے تھے۔ نبی آخر حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کی بعثت اور آپ علیہ السلام کی تعلیمات کے نتیجہ میں جن مذاہب کے مسخ شدہ افکار پر زد پڑی تھی، غیر مسلم معاشروں میں ان کے اثرات ظاہر ہونا ایک لازمی امر تھا اور ایسا ہی ہوا۔

غیر اسلامی معاشروں میں اسلام کے خلاف بے بنیاد نفرت کی روایت قدیم ہے اور عصر حاضر میں غیر مسلم معاشروں میں اسلام کی اہانت کا سلسلہ اسی ردعمل کا تسلسل ہے جیسا کہ چند برس قبل 2019ء میں کچھ یہودی نوجوانوں

نے مسلمانوں کو مخاطب کرتے ہوئے پوسٹرز پر یہ جملہ لکھ کے ایک جلوس نکالا کہ "Khaybar was your last chance" (خیبر تمہارا آخری موقع تھا)(13)۔ اس سے اندازہ لگایا جا سکتا ہے کہ مغربی معاشروں میں اسلام کے خلاف جس نفرت کا اظہار کیا جاتا ہے، اس کی بنیاد مذہبی ہے اور اسلاموفوبیا کی ترویج میں مذہبی تعصب، نسل پرستی سے قدیم اور اہم عنصر محسوس ہوتا ہے۔

دوسرا تاریخی سبب، بازنطینی ریاستوں کا خاتمہ اور قسطنطنیہ پر قبضہ کے نتیجہ میں مغربی لوگوں کے انتقامی جذبات ہیں جنہوں نے مغربی فکر گاہوں کو اس طرف متوجہ کیا کہ بذریعہ تلوار مسلمانوں کا مقابلہ کرنے کی بجائے ایسے اقدامات کیے جائیں جن سے اہل مغرب کے ذہنوں میں اسلام اور مسلمانوں کی ایسی مسخ شدہ تصویر نقش ہو جائے کہ مغربی معاشرے اس نظریہ اور اس کے حاملین سے لاشعوری طور پر خوف و نفرت محسوس کریں۔ یوحنا دمشقی کی تحریروں سے لے کر تحریکِ استشراق کے موجودہ بزرجمہروں کی اسلام مخالف کاوشوں تک، سب پر نظر دوڑائیں تو اسی منظم منصوبہ کی چھاپ نظر آتی ہے۔ پس عصر حاضر میں اس مقصد کے حصول کے لیے مغربی معاشروں میں ہر وہ حربہ کار آمد ہو سکتا تھا جس سے مسلمانوں اور اسلام سے نفرت پنپ سکتی اور اس کے لیے نسل پرستی ایک موثر اور معاون ہتھیار کے طور پر استعمال کیا جا سکتا تھا، لہٰذا ممکن ہے کہ مسلمانوں کے خلاف مذہبی تعصب کے اظہار کے لیے نسل پرستی کو صرف ایک ذریعہ کے طور پر استعمال کیا جا رہا ہو۔

تیسرا بڑا تاریخی سبب تقریباً دو سو سال تک چلنے والی صلیبی جنگیں ہیں۔ عاقل ندیم دیگر اسباب کی طرف متوجہ کروانے کے ساتھ ساتھ صلیبی جنگوں کو بنیادی وجہ قرار دیتے ہوئے لکھتے ہیں کہ:

"مغرب میں اسلام کا خوف اور اس کے بارے میں غلط فہمیاں اور جارحانہ رویہ کوئی نئی بات نہیں۔ اسی خوف اور سوچ کی بنیادی وجہ تو صلیبی جنگیں بنیں لیکن تاریخ میں بعد میں رونما ہونے والے مختلف واقعات نے بھی اس رجحان کو تقویت دی۔"(14)

عیسائیت اور اسلام کے درمیان حملے اور جوابی حملے کی یہ طویل مہم، جس نے عیسائی دنیا کو گہرے صدمات سے دوچار رکھا، کے متعلق اہل مغرب کے دل میں آج تک کسک موجود ہے جیسا کہ واشنگٹن میں پیش آنے والے 09 ستمبر کے واقعہ کے بعد 15 ستمبر کو امریکی صدر جارج بش نے خطاب کرتے ہوئے دہشت گردی کے خلاف جنگ کو صلیبی جنگ قرار دیا تھا(15)۔ گو کہ ماضی میں لڑی جانے والی صلیبی جنگوں کا پس منظر صرف مذہبی ہی نہ تھا بلکہ ان جنگوں کے پیچھے مذہبی وجوہ کے علاوہ سیاسی، معاشی، معاشرتی اور تہذیبی وجوہات بھی کار فرما تھیں، تاہم اس غم و غصہ کا اظہار اب بھی ان معاشروں میں مذہبی بنیادوں پر ہی گاہے بگاہے ہوتا رہتا ہے۔ ان وجوہات کو مغرب میں پھیلتے ہوئے

اسلاموفوبیا کے تاریخی اسباب قرار دیا جاسکتا ہے اور قابل غور ہے یہ امر کہ ان اسباب میں تمام کے تمام مذہبی نوعیت کے حامل ہیں نہ کہ یہ اسباب نسل پرستی پر مبنی ہیں۔

اسلاموفوبیا کی عصری وجوہات

مغرب میں اسلاموفوبیا کی عصری وجوہات بھی خاص طور پر مفکرین کے درمیان زیرِ بحث ہیں۔ مثلاً مغرب اور مشرق کو جدا جدا قرار دینا، مسلمانوں کو مغرب میں غیر (Others) سمجھنا، انہیں ثقافتی طور پر بیگانے اور اجنبی قرار دینا، اسلام کو ایک سیاسی خطرہ محسوس کرنا، اسلامی تہذیب کو ایک سازش سمجھنا جو مغربی تہذیب کو مٹانے کے لیے تیار کی گئی ہے۔ اسی طرح کئی دیگر مفکرین امریکہ اور یورپی یونین میں مسلمانوں کی بڑھتی ہوئی موجودگی کو بھی اسلاموفوبیا کی وجوہات کے ساتھ منسلک کرتے ہیں اور بعض اسے عالمی مسلم شناخت کے ابھرنے کے ردعمل کے طور پر بھی دیکھتے ہیں۔

مغرب میں اسلاموفوبیا کے پھیلنے کی عصری وجوہات میں کچھ دیگر نظریات بھی شامل ہیں مثلاً کیارا الفانسیکا (Kiara Alfonseca) جیسے کچھ دانش وروں نے 11 ستمبر کو امریکہ میں ہونے والے حملوں کو مغرب میں اسلاموفوبیا میں اضافے کی وجہ قرار دیا ہے (16)، جبکہ ڈنکن سپینس (SpenceDuncan) جیسے ماہرین کا خیال ہے کہ عسکریت پسند گروپ داعش کا قیام اور دوسرے اسلامی انتہاپسندوں کی طرف سے یورپ و امریکہ میں دیگر دہشت گردانہ حملے مغرب میں اسلاموفوبیا کے بڑھتے ہوئے رجحان کا باعث ہیں (17)۔ اس کے ساتھ ساتھ اس امر کو نظر انداز نہیں کیا جاسکتا کہ اسلاموفوبیا کا "شناخت کی سیاست" (Identity Politics) سے کس حد تک تعلق جڑا ہوا ہے۔ شناخت کی سیاست ایک سیاسی نکتہ نظر ہے جس میں وہ لوگ سیاسی ایجنڈے تیار کرتے ہیں جو کسی خاص نسل، مذہب، جنس، سماجی پس منظر، سماجی طبقے، ماحولیاتی یا دیگر مخصوص شناخت سے تعلق رکھتے ہوں۔ چونکہ ان افراد کے یہ سیاسی ایجنڈے بھی انہی خاص شناختوں پر مبنی ہوتے ہیں اس لیے اس سیاست کو "شناخت کی سیاست" (Identity Politics) کہا جاتا ہے۔

ایسے گروہوں کو اکثر متعلقہ شناختی گروہوں سے باہر والے اتحادیوں کی حمایت حاصل ہوتی ہے، مثلاً اس اصطلاح کو خواتین کی تحریکوں، شہری حقوق، ہم جنس پرستوں اور ہم جنس پرستوں کی تحریکوں، اور علاقائی علیحدگی پسند تحریکوں جیسے متنوع اظہاریہ کو بیان کرنے کے لیے بھی مختلف طریقوں سے استعمال کیا جاتا ہے۔ اسلاموفوبیا کی ترویج میں اس کا کرداریوں ممکن ہے کہ چونکہ اس سیاست کے پیروکاروں کو کسی بھی ذریعہ سے اپنی مخصوص شناخت اجاگر کرنا ہوتی ہے اور اسی بنیاد پر سیاسی دھڑابندی کو موثر کرنا ہوتا ہے لہٰذا ایسے گروہوں کو اسلاموفوبیا، مسلمانوں کی

ایک منفی و بھیانک تصویر کے خلاف اپنی مزاحمتی شناخت قائم کرنے کا قابلِ قدر فائدہ پہنچا سکتا ہے۔ چونکہ مسلمانوں کو اکثر دہشت گرد قرار دیا جاتا ہے اس لیے "اپنے "لوگوں کی حفاظت کرنے والے گروہ کے طور پر مشہور ہونے کے لیے مسلمانوں کے ساتھ کھلے عام امتیازی سلوک کر کے یہ ثابت کرنے کی کوشش کی جاسکتی ہے کہ ایسا کرنے والا دراصل "اپنے "لوگوں کا خیر خواہ ہے۔

اس وقت اسلاموفوبیا یعنی اسلام سے خوف اور گھبراہٹ کی سوچ نے مغرب میں خاص طور پر اور دنیا کے بیشتر غیر اسلامی ممالک میں عمومی طور پر خطرناک شکل اختیار کی ہوئی ہے۔ خدشہ یہ ظاہر کیا جاتا ہے کہ یورپ و مغرب کا یہ رجحان، اپنے معاشرہ کو ایک مثبت معاشرہ کی بجائے ایک متعصب معاشرہ کی طرف لے جائے گا۔ مغرب میں اسلاموفوبیا جس طرح پھیلتا دکھائی دے رہا ہے اس پر پوری سنجیدگی، تن دہی اور وسیع تر انداز میں جدوجہد کرنے کی ضرورت ہے۔ اگر یہ زہر پھیلتا رہا تو سب سے زیادہ مغربی معاشروں کے لیے ہی خطرہ پیدا کر دے گا۔ مختلف اوقات میں آئرش، چینی، اطالوی، میکسیکن اور جاپانیوں کو اس نسلی اور ثقافتی تعصب کا نشانہ بنایا جاتا رہا جبکہ موجودہ حالات میں مسلمان اور اسلام اس مہم کا خاص ہدف ہیں۔ مغربی ممالک میں عام شہریوں کے ذہنوں میں یہ خوف پیدا کیا جارہا ہے کہ اسلام کے پھیلنے سے ان کی ثقافت اور مذہبی اقدار کو سخت خطرہ ہے جو مسلمانوں کے خلاف نفرت اور اسلام سے خوف میں اضافے کا باعث بن رہا ہے۔

بین الاقوامی اخبار، دی گارڈین (The Guardian) کے ایک آرٹیکل میں ویس اسٹریٹنگ (Wes Streeting) اسلاموفوبیا کو ایک سماجی رویہ قرار دیتے ہوئے ان واقعات کا مختصراً حوالہ بھی دیتے ہیں جن سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ اسلاموفوبیا اب اہل مغرب کے لاشعور تک رسائی حاصل کر چکا ہے اور کس طرح ان کی زندگیوں پر اثر انداز ہو رہا ہے۔ طوالت کے خوف سے مذکورہ آرٹیکل کے مخصوص حصہ کا صرف ترجمہ پیش خدمت ہے۔ وہ لکھتے ہیں کہ

"ہم نے مثالوں کا ایک سلسلہ تیار کیا ہے۔۔۔ تاکہ لوگوں کو یہ سمجھنے میں مدد ملے کہ یہ کیسے ظاہر ہوتا ہے:
پارسنز گرین دہشت گردی کے حملے کے "انتقام" کے طور پر ایک مسلم خاتون اور اس کی 12 سالہ بیٹی کے قتل کی کوشش۔ Guisborough میں دو خواتین کی طرف سے ایک مسلمان پر تشدد، جب وہ (حملہ آور خواتین) چیخ رہی تھیں کہ "ہمیں یہاں پر مسلمان پسند نہیں ہیں"۔ لندن میں پرائمری اسکول سے اپنے بچوں کو لاتے ہوئے راستے میں حجاب پہننے پر مسلمان ماں پر حملہ۔ "Punish a Muslim day" کے عنوان سے مسلم اداروں اور ممتاز مسلم شخصیات کو بھیجے گئے خطوط۔ شمالی آئرلینڈ میں نسل پرست جنہوں نے ایک خنزیر کا سر مسجد کے دروازے پر چھوڑ دیا

جس کی انہوں نے تصویر کشی بھی کی تھی۔ گاڑیوں (کا بیمہ کرنے) والے، گاڑی کا بیمہ کروانے کے لیے مزید 1,000£ مانگ رہے ہیں اگر اس (گاڑی والے) کا نام محمد ہے۔ روزگار کی منڈی میں مسلمانوں کے خلاف شعوری اور لاشعوری تعصب کے سوشل موبلٹی کمیشن کے نتائج۔ اسلاموفوبک بدسلوکی کا ایسے لوگوں پر بھی تسلط جو حتیٰ کہ مسلمان بھی نہیں ہیں، کیونکہ ان کے ساتھ بدسلوکی کرنے والے (مسلم و غیر مسلم کا) فرق نہیں بتا سکتے، مثلاً پگڑی والے سکھ اور ایک مسلمان آدمی (میں فرق)۔ وہ لوگ جنہوں نے برسٹل کی ایک مسجد کے دروازے کے ہینڈلز سے خنزیر کا گوشت باندھا تھا"(18)

اس کے علاوہ بھی مسلمانوں کے ساتھ پیش آنے والے ناخوش گوار واقعات کی ایسی کثیر مثالیں پیش کی جا سکتی ہیں جن سے ثابت ہوتا ہے کہ مغرب میں اسلاموفوبیا اب ایک سماجی رویہ کی شکل اختیار کر چکا ہے جس کی بنیاد سراسر مذہبی ہی ہے لیکن اس کے اظہار کے لیے نسل پرستی کو بطور ہتھیار استعمال کیا جا رہا ہے۔ اس حوالہ سے ان مغربی اداروں کی کوششوں کو بھی فراموش نہیں کیا جا سکتا جو سماجی سطح پر اسلاموفوبیا کے پھیلاؤ سے پیدا ہونے والے خطرات کو بھانپ چکے ہیں اور اسلاموفوبیا کی بیخ کنی کرنے کے لیے مثبت اقدامات کو بروئے کار لانے میں بھی دل چسپی لے رہے ہیں۔ سیٹا فاؤنڈیشن (SETA Foundation) کی طرف سے شائع شدہ ایک رپورٹ کے مطابق:

"Mainstream society has shown a degree of determination to address Islamophobia, in addition to other exclusionary prejudices, in both action and language.(19)

"مرکزی دھارے میں شامل معاشرہ نے، دیگر خارجی تعصبات کے علاوہ، عمل اور زبان دونوں میں اسلاموفوبیا کو حل کرنے کے لیے ایک حد تک عزم ظاہر کیا ہے"۔

سابقہ تحقیقی کام کا جائزہ (لٹریچر ریویو)

"اسلاموفوبیا" کی اصطلاح، مغربی میڈیا اور عالمی سیاسی منظر نامے میں تواتر سے استعمال ہو رہی ہے۔ یہ ایک ایسی اصطلاح ہے جس پر مختلف تحقیقی شعبہ جات میں بات تو کئی دھائیوں سے ہو رہی ہے لیکن بدقسمتی سے تحقیقات اسلامی میں اس اصطلاح اور اس کے متعلقہ مباحث پر تحقیق بہت محدود پیمانے پہ ہو سکی ہے۔ اسلاموفوبیا کے الفاظ کو مسلمان، عیسائی اور یہودی مذاہب کے ماننے والوں کے علاوہ اشتراکیت اور سیکولرازم کے پیروکار بھی اپنے اپنے مقاصد کے لیے استعمال کر رہے ہیں اور کبھی اسے نسل پرستی کی ایک شکل

کے طور پر پیش کرتے ہیں یا زیادہ سے زیادہ اسے تہذیب و ثقافت کی جنگ کا شاخسانہ بنا کے پیش کیا جاتا ہے۔ تاہم جو لٹریچر بھی اسلاموفوبیا کے مباحث کے حوالہ سے موجود ہے، تحقیقی تناظر میں وہ مواد اسلاموفوبیا کے بنیادی محرکات (نسل پرستی یا مذہبی تعصب) کے متعلق تسلی بخش وضاحت نہیں کرتا۔

راقم الحروف کو باوجود عرق ریزی کے جو مواد دستیاب ہوا ہے اس میں تحقیقاتی مجلات میں شائع شدہ چند آرٹیکلز اور کچھ کتب ہیں جن میں ان ذرائع ابلاغ کی نشان دہی کی گئی ہے جو اسلاموفوبیا کے فروغ میں استعمال ہو رہے ہیں(20) یا ان کے اثرات کا جائزہ لیا گیا ہے(21) یا پھر کہیں جزوی طور پر اسلاموفوبیا کے بنیادی محرکات پر روشنی تو ڈالی گئی ہے لیکن ان مفکرین و محققین کی آراء کا تقابلی جائزہ پیش نہیں کیا جو اسلاموفوبیا کو نسل پرستی سمجھتے ہیں یا ان کا جو اسے مذہبی تعصب قرار دیتے ہیں(22)۔ اس کے علاوہ مغربی میڈیا کی اسلام کے خلاف سازشوں اور ریشہ دوانیوں کو موضوعِ بحث بنایا گیا ہے (23) یا کچھ تحقیقی کاوشیں انگریزی مجلات میں بھی شائع ہوئی ہیں جیسے کہ ایک انگریزی ناول "Home Boy" (از ایچ ایم نقوی، نیو دہلی۔2010ء) کے تناظر میں مغربی مسلمانوں کو درپیش مسائل کے متعلق ایک تجزیہ کیا گیا ہے اور انگریزی ناول کے ذریعے اسلاموفوبیا پھیلانے والے مواد پر روشنی ڈالی گئی ہے(24)۔ ایک اور اہمکتاب انٹرنیشنل اسلامک یونیورسٹی اسلام آباد کے شعبہ ابلاغیات کے چیئرمین پروفیسر ڈاکٹر ظفر اقبال کی تصنیف ہے جو انگریزی زبان میں ہے۔ اس کتاب میں بھی مصنف نے اپنی طویل تحقیق اور مغرب میں اپنے قیام کے دوران کیے جانے والے تجزیہ کو رقم کیا ہے (25)۔ اس کے ساتھ ساتھ مغربی میڈیا پر اسلاموفوبیا(26) اور مغربی دنیا میں سوشل میڈیا پر ہونے والے اسلام، اسلاموفوبیا کے مباحث کا احاطہ بھی ملتا ہے(27)۔ کچھ مصنفین نے مغربی میڈیا پر اسلام اور مسلمانوں کی نمائندگی کرنے والے اداروں کی نشان دہی بھی کی ہے(28) اور بعض محققین نے مغربی بنیاد پرست افکار اور اسلاموفوبیا کا مقابلہ کرنے کے لیے، اسلامی احکامات کی روشنی میں لائحہ عمل مرتب کرنے کی کوشش بھی کی ہے(29)۔ مغرب میں مقیم مسلمانوں کے خلاف پھیلائی گئی نفرت کے باوجود اسلام کی حقیقی تصویر پیش کرنے کی سعی بھیان تحقیقی کاموں میں نظر آتی ہے(30) اور مسلمانوں کے ساتھ امتیازی سلوک روا رکھتے مغربی رویوں اور پالیسیوں کا تذکرہ اور نوجوانوں پر اسلاموفوبیا کے اثرات کا تجزیہ بھی ملتا ہے(31)۔ اس کے علاوہ بھی کئی ایک آرٹیکلز "اسلاموفوبیا" کے متعلق گاہے بگاہے اخبارات اور جرائد و مجلات میں شائع ہوتے رہے ہیں لیکن اس کے باوجود اسلاموفوبیا کی پشت پر موجود نسل پرستی یا مذہبی تعصب کی نازک اور اہم بحث

تاحالبالخصوص تحقیقات اسلامیہ میں تشنۂ تحقیق ہے۔ جیسا کہ یہ امر مسلم ہے کہ کسی بھی مرض کی تشخیص کیے بغیر و مرض کی وجوہات دور کیے بغیر اگر مریض کی محض علامات اور اس سے ہونے والے نقصانات کا اعادہ کرتے ہوئے علاج کی کوشش کی جاتی رہے تو معالجہ یقیناً ادھورا رہتا ہے۔ اس ضمن میں راقم کا تجزیہ ہے کہ اس خاص موضوع پر شعبہ علوم اسلامیہ میں کام نہ ہونے کے برابر ہے۔ پس اس نہج پر تحقیقی کام انتہائی اہمیت کا حامل ہے اور اس کی ضرورت بھی عصرِ حاضر میں اشد ہے۔ یہ تحقیق مستقبل کے محققین کے لیے تحقیق کی نئ راہیں اور مفید و اہم موضوعات دریافت کرنے کا ذریعہ بن سکتی ہے۔

اسلاموفوبیا کی مختلف توجیہات

تاریخی آثار سے معلوم ہوتا ہے کہ عربوں کے ہاتھوں بازنطینی و سلجوقی ریاستوں کی تقسیم اور صلیبی جنگوں کے طویل سلسلہ کے تناظر میں مغرب نے اسلام کو ہمیشہ ایک اجنبی اور سخت ترین دشمن کے طور پر دیکھا ہے۔ عصرِ حاضر میں یہ اجنبیت اس شدت کے ساتھ ظاہر ہو رہی ہے کہ اسے مغرب میں اسلاموفوبیا کی شکل میں ایک سماجی رویہ کے طور پر دیکھا جانے لگا ہے۔ مغرب میں اسلاموفوبیا کی ترویج کے لیے اسلام مخالف افراد کے ہاتھوں میں مسلمانوں کے لیے اجنبی اور غیر ملکی ہونے کا الزام موثر ترین ذریعہ قرار پایا ہے جسے بعض مفکرین زینوفوبیا(Xenophobia) قرار دیتے ہیں۔ یہ ایک نفسیاتی امر ہے کہ کسی بھی معاشرہ میں موجود افراد یہ سمجھتے ہیں کہ ان کی دیکھ بھال اور فلاح کا کام، ریاست اور اس معاشرہ کے اکابرین کی ذمہ داری ہے جبکہ بڑی تعداد میں غیر ملکیوں یا اجنبی باشندوں کی موجودگی سے یہ استحقاق مجروح ہونے کا خدشہ ہوتا ہے اور اس وجہ سے اس معاشرہ میں اجنبی لوگوں سے خوف کا عنصر بھی پایا جانے لگتا ہے جسے زینو فوبیا (Xenophobia) کہا جاتا ہے۔ زینو فوبیا کی تعریف کرتے ہوئے اینڈریاس ویمر (Andreas Wimmer) لکھتے ہیں

It (Xenophobia) is an element of a political struggle about who has the right to be cared for by the state and society: a fight for the collective good of the modern state.(32)

یہ (زینوفوبیا) ایک عنصر ہے ایسی سیاسی جدوجہد کا کہ ریاست اور معاشرے کی طرف سے دیکھ بھال کروانے کا استحقاق کسے حاصل ہے: (گویا یہ) جدید ریاست کی اجتماعی بھلائی کے لیے لڑائی ہے۔

زینوفوبیا کے ساتھ ساتھ اسلاموفوبیا کو نسلی تعصب (Racism) سے بھی جوڑا جاتا ہے کیونکہ مسلمانوں کے لیے مغربی معاشروں میں عربی (Arabs) اور گندمی (Browns) جیسے الفاظ بھی استعمال ہوتے ہیں۔ نسل پرستی کا شکار ہونے والے افراد عمومی طور پر اپنے جسمانی خطوط مثلاً رنگت یا خدوخال وغیرہ کی بنا پر نسل پرستی کا شکار ہوتے ہیں لیکن مغرب میں مسلمانوں کے ساتھ نسل پرستی پر مبنی رویہ، ایک خاص نظریاتی عمل کو ظاہر کرتا ہے جو اکثر ثقافت کے نظر آنے والے پہلوؤں یعنی لباس اور وضع قطع پر مبنی نظر آتا ہے۔ اس تصور کے مطابق اسلام کو مشرق سے آیا ہوا نظریہ سمجھتے ہوئے مشرقیت کے خلاف نفرت کا اظہار کیا جاتا ہے اور ساتھ ہی ساتھ اسلام کی مخالفت کی بنیاد پر تعمیر ہونے والے تصورات (مثلاً مسلمانوں کی ناشائستگی اور معاشرہ سے عدم مطابقت وغیرہ) کی بنیاد پر نسل پرستی کا ہدف بنایا جاتا ہے۔ آج کے مغربی تناظر میں مشرقیت اور اسلاموفوبیا کا نتیجہ یہ برآمد ہوا ہے کہ اب مسلمانوں کو مغربی تہذیب اور مذہب کا مخالف سمجھا جانے لگا ہے۔

مغرب میں آباد مسلمان، اپنی مذہبی شناخت و نسل پرستی پر مبنی "مسلمانیت" اور "نسل پرستانہ تصادم" کے درمیان گھرے ہوئے نظر آتے ہیں جو ایک طرف تو مسلمانوں کو نسل پرستانہ سرگرمیوں کے ساتھ منسلک کرتا ہے تو دوسری طرف انہیں ریاستی تحفظ سے بھی خارج کرتا ہے۔ آئے روز پیش آنے والے ناخوش گوار واقعات، جن کی مثالیں آگے پیش کی جا رہی ہیں، سے معلوم ہوتا ہے کہ مغربی معاشروں میں مسلم آبادی میں تنوع کے باوجود، مسلمانوں کو نسل پرستی کا سامنا ہے۔ اس کا مطلب ہے کہ اہل مغرب کے نزدیک مسلمان اپنی نسلی خصوصیات کی بنا پر ایک قابل ذکر خطرہ اور غیر سمجھے جا رہے ہیں۔ اس اعتبار سے نسلی تفریقات جیسے جینیات یا جسمانی رنگ، یا پھر تہذیبی خدوخال جیسے داڑھی یا برقعہ جیسی مذہبی علامات کی بنا پر مغربی مسلمانوں کی شناخت کرنے اور ان پر مسلمان ہونے کا لیبل لگانے کو نسل پرستی کی ہی ایک شکل قرار دیا جاتا ہے۔ اگرچہ مغرب میں بسنے والے مسلمان ایک "نسل" نہیں ہیں، پھر بھی انہیں ایک نسل ہی قرار دیا جاتا ہے۔ اس نسل پرستی کا ہدف یہ ہے کہ اس نسلی تقسیم کے ذریعے، مسلمانوں کو خوف ناک دشمن کے طور پر پیش کر کے، انہیں ایسا "خطرہ" قرار دیا جائے جس سے نسلی اعتبار سے ان کا الگ خاکہ بنے اور تسلیم کیا جانے لگے کہ ان سے جبر اور تشدد کے ذریعے ہی نمٹا جا سکتا ہے۔

طارق مودود نے معروف برطانوی جریدے، جرنل آف سوشیالوجی میں 2007ء میں شائع ہونے والے مضمون میں اسلاموفوبیا کو مسلم مخالف نسل پرستی اور ایشیائی مخالف، ترک مخالف اور عرب مخالف نسل پرستی کے تسلسل کے طور پر ہی بیان کیا ہے (33)۔ ان کے مطابق اسلاموفوبیا میں کئی قسم کے تعصبات جمع ہو چکے ہیں۔ کبھی تو مسلمانوں کو ایشیا کی مخالفت کے عناصر کا سامنا کرنا پڑتا ہے اور کبھی جغرافیائی شناخت سے قطع نظر ترکوں اور عربوں

سے خالص نسلی تعصب و نفرت رکھنے والے عناصر کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔ اس نقطہ نظر کے حامی مفکرین اسلاموفوبیا کو بنیادی طور پر نسل پرستی کا ہی ثمر سمجھتے ہیں۔

اسی طرح "post 9/11" Islamophobia and the Politics of Empire" نامی اپنی کتاب میں بھارتی نژاد امریکی خاتون سکالر دیپا کمار نے اس امر کا اظہار کیا ہے کہ اسلاموفوبیا بنیادی طور پر نسلی تعصب کی ہی جدید شکل ہے جس میں مذہب کو بطور ہتھیار استعمال کیا جارہا ہے۔ "Terrifying Muslims: Race and Labor in the South Asian Diaspora" کے نام سے شائع شدہ تصنیف میں بالکل اسی طرح امریکی مفکر جنید رانا نے بھی یہ استدلال کیا ہے کہ اسلاموفوبک ڈسکورسز کی تشکیل نے نسلی تعصب کی دیگر شکلوں کو ترقی دی ہے۔ ان دونوں کتابوں میں دیپا کمار اور جنید رانا نے متفقہ دلیل پیش کی ہے کہ گو اسلام یقینی طور پر ایک مذہب ہے، نسل نہیں، اور مسلمان (تمام مذہبی برادریوں کی طرح) نسل و قومیت کے لحاظ سے ایک انتہائی متنوع گروہ ہیں، لیکن افرادِ معاشرہ کے طرزِ عمل سے ثابت ہوتا ہے کہ نسلی پس منظر میں، اسلاموفوبیا درحقیقت نسل پرستی کی ہی ایک شکل ہے۔ یہ دونوں کتابیں مؤثر طریقے سے نسلی تعصب اور امتیازی سلوک کی دوسری شکلوں کے ساتھ ساتھ اسلاموفوبیا پر مبنی رجحانات کو یکساں بیان کرتی ہیں۔

اسلاموفوبیا اور نسل پرستی

بعض مفکرین، اسلاموفوبیا اور نسل پرستی کو جزوی طور پر باہم متداخل (overlapping) مظاہر کے طور پر دیکھتے ہیں۔ چنانچہ ڈیان فراسٹ (Diane Frost) نے مغربی معاشروں میں موجود نسلی تعصب اور اقلیتوں سے نفرت کی مختلف وجوہات کے متعلق لکھتے ہوئے اسلاموفوبیا کو مسلم مخالف احساس اور "نسل" یا مذہب کی بنیاد پر تشدد قرار دیا ہے (34)۔ گویا اسلام سے نفرت میں خاص نسل سے نفرت کا عنصر بھی شامل ہے۔ ان کا خیال ہے کہ اسلاموفوبیا ان لوگوں کو بھی نشانہ بنا سکتا ہے جن کے نام مسلمانوں سے ملتے جلتے ہیں، یا ان کا حلیہ اور نکتہ نظر مسلمانوں کے مماثل ہے۔

کچھ مفکرین اس نسلی تعصب کو ماضی میں شدت اختیار کرنے والی سامی دشمنی (anti-semitism) سے تشبیہ دیتے نظر آتے ہیں۔ "anti-semitism" یہودیوں کے ساتھ دشمنی، نسلی تعصب، یا امتیازی سلوک ہے اور ایسی سوچ کے حامل فرد کو سامی مخالف کہا جاتا ہے۔ ان مفکرین کے مطابق چونکہ سامی دشمنی کو نسل پرستی کی ہی ایک شکل سمجھا جاتا ہے لہٰذا اسلاموفوبیا بھی اسی زمرے میں شامل ہو کر نسلی تعصب کی صورت میں سامنے آتا ہے۔ اسی طرح یونیورسٹی آف اوسلو (Oslo) کے نارویجن سینٹر فار اسٹڈیز آف دی ہولوکاسٹ اینڈ ریلیجیئس مینارٹیز

(Norwegian Center for Studies of the Holocaust and Religious Minorities) کے ایک سینئر مفکر کورا الیکسا ڈوونگ(Cora Alexa Doving) کا کہنا ہے کہ "اسلاموفوبک ڈسکورس اور یورپی پری نازی سام دشمنی کے درمیان نمایاں مماثلتیں پائی جاتی ہیں"(35)۔

ان تمام باتوں سے محسوس ہوتا ہے کہ دراصل اہل مغرب کو مسلمانوں سے کثیر الجہات خدشات لاحق ہیں۔ ان خدشات میں کبھی تو اقلیتوں کی ترقی اور تسلط کے تصوراتی خطرات کا اظہار یہ ملتا ہے اور کبھی روایتی اداروں اور مغربی رسوم ورواج کو لاحق خطرات کا اظہار پایا جاتا ہے۔ اس کے علاوہ ان خدشات میں مغربی معاشروں میں مسلمانوں کے انضمام کے بارے میں شکوک و شبہات، سیکولرازم کو خطرات، جنسی جرائم کے خوف، بدتمیزی کے خدشات، تاریخی ثقافتی کمتری پر مبنی خوف اور جدید مغربی روشن خیالی اقدار سے دشمنی وغیرہ کے عناصر شامل ہیں۔

جرمنی کے شہر، ایرلنگن(Erlangen) میں میڈیا ریسپانسیبلٹی انسٹی ٹیوٹ (the Media Responsibility Institute) کے سربراہ، سبین شیفر(Sabine Schiffer) اور محقق کانسٹنٹن ویگنر(Constantin Wagner)، بھی اسلاموفوبیا کو مسلم مخالف نسل پرستی کے طور پر بیان کرتے ہیں۔ وہ اسلاموفوبیا اور سام دشمنی(anti-semitism) کے درمیان اضافی مماثلتوں اور اختلافات کا خاکہ پیش کرتے ہوئے ان اصطلاحات اور تصورات کی طرف متوجہ کرتے ہیں جو مسلمانوں اور یہودیوں کے لیے مساوی طور پر استعمال ہوتی ہیں۔ جیسے یورپ میں یہودیوں کے طرز عمل کے لیے "Judaisation" کی اصطلاح استعمال کی جاتی تھی، اب مسلمانوں کے لیے بالکل اسی طرح "Islamisation" کی اصطلاح استعمال کی جارہی ہے۔ انہوں نے اس جیسے مساوی تصورات کے وجود کی نشاندہی کرتے ہوئے اس بات کے شواہد پیش کیے ہیں کہ "ریاست کے اندر ایک ریاست" (a state within a state) جیسے استعارے یہودیوں اور مسلمانوں دونوں کے لیے یکساں استعمال ہورہے ہیں(36)۔

مسلمانوں کے خلاف نفرت یعنی اسلاموفوبیا اور یہودیوں کے خلاف نفرت یعنی سامی دشمنی کے درمیان کچھ امتیازات بھی محسوس کیے جاسکتے ہیں۔ یہ امتیاز اور فرق دراصل ان دونوں گروہوں کی طرف سے "مسیحی مغرب" کو درپیش خطرات کی نوعیت پر منحصر ہیں جیسا کہ مسلمانوں کو "کمتر" اور ایک ظاہری "بیرونی خطرہ" کے طور پر سمجھا جاتا ہے، جب کہ دوسری طرف، یہودیوں کو "بہت بڑا" اور ایک پوشیدہ "اندرونی خطرہ" کے طور پر سمجھا جاتا ہے۔ تاہم، مذکورہ بالا مفکرین سبین شیفر(Sabine Schiffer) اور کانسٹنٹن ویگنر(Constantin Wagner) کے مطابق مسلمانوں کو ایک مراعات یافتہ گروہ کے طور پر دیکھنے کا رجحان بڑھتا جارہا ہے جو کہ ایک "اندرونی خطرہ" ہے۔ دونوں گروہوں (مسلمان اور یہود) کے درمیان اس قسم کی مماثلتیں دریافت کرنے کے بعد وہ اس نتیجہ پر پہنچتے ہیں کہ یہ بہت

ضروری ہے کہ anti-semitism کے مطالعہ سے حاصل ہونے والے نتائج کو اسلاموفوبیا کا تجزیہ کرنے کے لیے استعمال کیا جائے۔ گویا اسلام کے ساتھ برتا جانے والا سلوک کسی نہ کسی حد تک اس تعصب سے میل کھاتا ہے جو یہودیوں سے روا رکھا جاتا رہا ہے اس لیے محولہ بالا دونوں مفکرین نے یہود دشمنی کے سلسلہ میں کی جانے والی تحقیقات کو اسلاموفوبیا کو سمجھنے میں مددگار قرار دیا ہے۔

اس ضمن میں ایڈورڈ سعید اسلام دشمنی کو یہود دشمنی کا ایک نیا رجحان تو سمجھتے ہیں لیکن اس کی بنیاد "نسلی" قرار نہیں دیتے بلکہ مشرقیت کو اس کی بنیاد قرار دیتے ہیں۔ وہ رقم طراز ہیں کہ

"It (Islamophobia) is evinced in Orientalism to be a trend in a more general antisemitic Western tradition"(37).

"یہ (اسلاموفوبیا)، مشرقیت کے تناظر میں یہود دشمنی کی مغربی روایت میں ایک نئے رجحان کے طور پر ظاہر ہوا ہے"۔

اسلاموفوبیا اور مذہبی تعصب

اوپر بیان کردہ اور ان سے مماثل متعدد آراء اس بات پر متفق ہیں کہ اسلاموفوبیا، نسل پرستی کی ہی ایک ارتقاء شدہ شکل ہے جس میں مذہبی تعصب کی موجودگی قابلِ ذکر تناسب میں نہیں پائی جاتی۔ گو کہ مغرب میں مفکرین کی ایک خاطر خواہ تعداد اس امر پر مصر ہے کہ مسلمانوں کو محض ایک اجنبی نسل کے طور پر دیکھا جا رہا ہے اور اسی وجہ سے ان کو معاشرتی امتیاز کا سامنا ہے، لیکنا سلاموفوبیا اور نسل پرستی کے درمیان تعلق پر سوال اٹھایا جا سکتا ہے کہ اسلاموفوبیا کو کس طرح صرف نسل پرستی کے ساتھ لف کیا جا سکتا ہے جبکہ مغربی معاشروں میں کم و بیش ہر نسل اور ہر رنگت سے تعلق رکھنے والے باشندگان اسلام قبول کر چکے ہیں۔ اب مسلمان صرف ایک گندمی یا سانولی رنگت والے عرب ہی نہیں ہیں بلکہ مسلمانوں میں مختلف النسل افراد شریک ہیں۔ اس لیے اسلاموفوبیا کے متعلق یہ خیال کیا جانا درست معلوم نہیں ہوتا کہ یہ زینوفوبیا (xenophobia) یعنی اجنبی باشندوں سے خوف کا ہی نظریہ ہے کیونکہ اسلام کسی مخصوص خطہ کا مذہب نہیں رہا بلکہ اب مغربی معاشروں میں کثیر تعداد ان مسلمانوں کی ہے جو اسی معاشرہ میں پیدا ہوئے اور وہیں پلے بڑھے ہیں یعنی ان کو جغرافیائی طور پر اجنبی قرار نہیں دیا جا سکتا۔

یروشلم پوسٹ (Jerusalem Post) کے مطابق، برطانیہ اور فرانس ہر دو ممالک میں گزشتہ دہائی میں 100,000 تک لوگوں نے اسلام قبول کیا ہے(38)۔ "Yedioth Ahronoth" کے مطابق، جرمنی میں اسلام

قبول کرنے والوں کی سالانہ تعداد 4,000 تک ہے(39)۔ دی گارڈین(The Guardian) کے مطابق ہر سال تقریباً 5000 برطانوی لوگ اسلام قبول کرتے ہیں جن میں زیادہ تر خواتین ہوتی ہیں(40) اور دی نیویارک ٹائمز(The New York Times) کے مطابق ہر سال تقریباً 25000 امریکی اسلام قبول کرتے ہیں(41)۔ ان رپورٹس سے مغرب میں اسلام قبول کرنے والوں کی تعداد کا جائزہ لینے سے یہ نظریہ قائم کرنا مشکل ہو جاتا ہے کہ مسلمانوں کو اسلام سے وابستہ ہونے کی وجہ سے اسی مخصوص قسم کی نفرت کا سامنا ہے جس طرح کی نفرت، نسل پرستی یا نسلی تعصب کی بنیاد پر دیکھنے کو ملتی ہے کیونکہ اسلام میں داخل ہونے والے افراد کسی ایک خاص نسل سے وابستہ نہیں ہیں۔

اب اگر مغرب میں موجود مسلمان کسی ایک نسل یا رنگت سے تعلق نہیں رکھتے تو اس طبقہ کے خلاف نفرت اور ان سے خوف کی صرف ایک ہی وجہ باقی نظر آتی ہے جو کہ مذہب ہے کیونکہ ان کے مذہب نے ہی ان مختلف نسل و رنگت کے لوگوں کو ایک مشترکہ شناخت دی ہے۔ اسلاموفوبیا کی تعریف کرتے ہوئے رنگ و نسل اور تہذیب و ثقافت کے پہلوؤں پر غور کرتے ہوئے یہ امر واضح ہو جاتا ہے کہ اسلاموفوبیا، نسل پرستی سے بالکل مختلف ایک الگ قسم کا نظریہ ہے جس میں اسلام کے خلاف تعصب کا پایا جانا ہی اصل اور واحد عنصر ہے۔ اسلاموفوبیا پر چھپنے والی رنی میڈ ٹرسٹ(Runnymede Trust) کی جس رپورٹ کا اوپر تذکرہ کیا گیا ہے اس میں بھی مغربی معاشروں کے بیانیے کے مطابق اسلاموفوبیا کی تعریف کرتے ہوئے اسے ایک بے بنیاد خوف قرار دیا گیا ہے جو "اسلام" اور "مسلمانوں" کے خلاف تنگ نظری اور تعصب پر مبنی ہے۔

اس سلسلہ میں جوسلائن سیزاری(Jocelyne Cesari) کا کہنا ہے کہ جو لوگ اسلاموفوبیا اور نسلی تعصب کے درمیان رشتہ جوڑنے کی ٹوہ میں ہیں، دراصل وہ معاشرہ میں ہونے والے حادثات اور ان کی حساسیت کو نظر انداز کر رہے ہیں۔ جوسلائن سیزاری(Jocelyne Cesari) کا خیال اس زاویہ سے درست محسوس ہوتا ہے کہ اسلاموفوبیا کی اصطلاح، مکمل طور پر ایک انفرادی اور جدا نقطہ نظر کی ترجمانی کرتی ہے جسے کسی بھی دوسرے تعصب کی ذیل میں شمار کرنا غیر حقیقی عمل ہے۔ جوسلائن سیزاری(Jocelyne Cesari) اسلاموفوبیا کی شکل میں شدید تعصب اور متشددانہ واقعات کا حوالہ دیتے ہوئے حیرت کا اظہار کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ

“Academics are still debating the legitimacy of the term and questioning how it differs from other terms such as racism, anti-Islamism, anti-Muslimness, and anti-Semitism”.(42)

"ماہرین اب بھی اس اصطلاح کے جواز پر بحث کر رہے ہیں اور سوال کر رہے ہیں کہ یہ نسل پرستی، اسلام دشمنی، مسلم دشمنی، اور یہود دشمنی جیسی دیگر اصطلاحات سے کیسے مختلف ہے"۔

اوپر کی گئی بحث میں اسلاموفوبیا کے حوالہ سے مختلف آراء کا تجزیہ کیا گیا ہے جس میں اسلاموفوبیا کو کبھی تو نسل پرستی سے جوڑا گیا ہے اور کبھی زینوفوبیا سے۔ کہیں اسلاموفوبیا کو محض عرب اور ترک دشمنی کی صورت میں تشکیل پانے والا جذبہ سمجھا گیا ہے اور کبھی محض مذہب کی بنیاد پر روا رکھا جانے والا امتیازی سلوک قرار دیا گیا ہے۔ مجموعی طور پر دیکھا جائے تو اسلاموفوبیا میں یہ تمام عناصر جمع ہو جاتے ہیں اور مغربی مسلمانوں کو کبھی نہ کبھی، کہیں نہ کہیں ان تعصبات میں سے کسی ایک یا زیادہ کا شکار ہونا پڑتا ہے۔ بھلے اسلاموفوبیا، نسل پرستی کی شکل اختیار کرے یا امتیازی سلوک کی، یا پھر چاہے اس کے علاوہ کسی اور روپ میں سامنے آجائے، یہ امر طے شدہ ہے کہ یہ انسانی حقوق کی خلاف ورزی ہے اور ایسی خلاف ورزی جو سماجی ہم آہنگی اور معاشرتی امن کے لیے بہر حال خطرہ ہے۔ جب یہ دعویٰ کیا جائے کہ اسلاموفوبیا کی شکل میں کسی صورت بھی صرف نسل پرستی کا اظہار نہیں کیا جاتا بلکہ مسلمانوں سے ان کے مذہب کی وجہ سے خائف ہوا جاتا ہے تو اس کی دلیل یہ بنتی ہے کہ اسلام اور مسلمانوں کے خلاف نفرت میں ڈر اور خوف کی آمیزش نظر آتی ہے جبکہ نسلی تعصب کی صورت میں ظاہر ہونے والی نفرت میں خوف کے بجائے حقارت اور کمتری کے جذبات واضح اور غالب نظر آیا کرتے ہیں۔

خلاصہ و نتیجہ بحث

اوپر کی گئی بحث سے یہ نتیجہ بھی آسانی سے اخذ کیا جا سکتا ہے کہ اسلاموفوبیا صرف نسل پرستی کی ایک جزوی شکل نہیں بلکہ یہ خالصتاً مذہبی بنیادوں پر جنم لینے والی نفرت ہے جو اب ایک سماجی رویہ کی شکل اختیار کر چکی ہے۔ اس کے اظہار کے لیے مغرب میں نسل پرستی کا سہارا تو لیا جاتا ہے لیکن اس کی بنیاد مذہبی تعصب پر ہی قائم نظر آتی ہے۔ جس طرح مغربی معاشروں میں موجود دوسرے غیر ملکیوں سے نسل کی بنیاد پر امتیازی سلوک کیا جاتا ہے، اسلاموفوبیا کو بھی اس جیسی ہی نسل پرستی قرار دے کر اس نظریہ کو مذہبی رنگ سے آزاد کرنے کی کوشش کی جاتی ہے۔ اگرچہ بظاہر نسل اور نسل پرستی ایک ہی چیز معلوم ہوتی ہیں لیکن بہت سے حقائق بتاتے ہیں کہ یہ دو مختلف چیزیں ہیں۔ نسل تو ممکنہ حیاتیاتی، ثقافتی اور سماجی روابط کی بنا پر انسانوں کی درجہ بندی کرنے کا عمل ہے جبکہ دوسری جانب نسل پرستی سے مراد دوسروں کی "نسل" کی بنیاد پر ان کے ساتھ سلوک روا رکھنے کا عمل ہے۔ نسل پرستی افراد اور اداروں کی جانب سے برتے جانے والے امتیاز کو ظاہر کرتی ہے اور جس طرح سے منفی عقائد، رویوں اور نتائج کو جواز فراہم کیا جاتا ہے یا انہیں دوام بخشا جاتا ہے اسی طرح اسلام پر تنقید کرنے والے کئی لوگوں کے ہاں اسلاموفوبیا کو نسل پرستی میں ضم کر

کے مذہبی تعصب کے الزام سے بچنا ایک عام تدبیر کی حیثیت رکھتی ہے۔ اس کے برعکس وہ اہلِ مغرب جو اسلاموفوبیا کا سہارا لیتے ہیں وہ خود کو نسل پرست یا غیر ملکیوں سے نفرت کرنے والے نہیں سمجھتے بلکہ وہ خود کو ایک ایسے مذہب کے خلاف اپنی اقدار کا محافظ سمجھتے ہیں جو جمہوریت اور انسانی حقوق کا دشمن ہے۔ ان امور سے یہ عیاں ہوتا ہے کہ اسلاموفوبیا کی صورت میں محض نسل پرستی کا ہی اظہار نہیں کیا جاتا بلکہ اسلام کے خلاف مذہبی تعصب ہی اسلاموفوبیا کا اصل محرک و مقصد ہے اور نسل پرستی کو اس مقصد کے حصول کے لیے ایک ذریعہ کے طور پر استعمال کیا جا رہا ہے۔

مسلمانوں اور اسلام کے متعلق تاثرات اور تنقیدوں کو یقیناً ختم نہیں کیا جا سکتا اور نہ ہی ایسا کبھی تقاضا کیا گیا ہے کیونکہ مکالمہ کی فضا ہی تو یہ تسلیم کرنے کی اجازت دیتی ہے کہ مسلمانوں پر معقول تنقید کرنا ممکن ہے تاہم مسلمانوں پر معقول تنقید اور اسلاموفوبیا پر مبنی متعصب سماجی رویے کے درمیان فرق ملحوظِ خاطر رکھنا، کسی بھی ریاست میں پُر امن معاشرہ کی تشکیل کے لیے از حد ضروری ہے۔

حوالہ جات:

1. https://www.lexico.com/definition/phobia. Oxford Dictionary. Accessed 10 Jul. 2021.
2. https://www.thefreedictionary.com/Phobos
3. "Islamophobia." Merriam-Webster.com Dictionary, Merriam-Webster, https://www.merriam-webster.com/dictionary/Islamophobia. Accessed 10 Jul. 2021.
4. Jean-Loïc Le Quellec [fr]. "Histoire et mythe conspirationniste du mot" islamophobie ". 2019 Fragments sur les Temps Présents (in French). Retrieved 05 January2022.
5. Dinet, Alphonse Étienne; ben Ibrahim, Sliman (1918). La Vie de Mohammed, Prophète d'Allah. Paris. Archived from the original (PDF) on 09 January 2022.
6. Allen, Christopher (2010). Islamophobia. Ashgate Publishing. pp. 5–6.
7. Oxford English Dictionary: Islamophobia". Oxford University Press. Retrieved 05 January2022.
8. Jean-Loïc Le Quellec [fr]. "Histoire et mythe conspirationniste du mot" islamophobie ". 2019 Fragments sur les Temps Présents (in French). Retrieved 05 January2022.
9. Runnymede Trust 1997. "Islamophobia: A Challenge for Us All". Www.runnymedetrust.org. Retrieved 05January 2022.
10. Meer, Nasar; Modood, Tariq. "Refutations of racism in the 'Muslim question'". Patterns of Prejudice, 43 (3, 4). Pp: 335.
11. Alan Johnson. "The Idea of 'Islamophobia'". World Affairs. Published on 6 March 2011.
12. https://www.islamchannel.tv/blog-posts/canadian-pm-justin-trudeau-confirms-islamophobia-exists-in-canada. Accessed on 20 August 2022.
13. https://mediaray.blog/khaybar-was-your-last-chance/. accessed on 09.07.2022

14۔ ندیم، عاقل۔ مغرب میں اسلام کا بڑھتا خوف، وجوہات کیا ہیں۔ روزنامہ INDEPENDENT اردو۔ 24 دسمبر 2019ء
Nadeem, Aqil. Maghrib maen Islam ka barhta hua khof, wajoohat kia hain? Roznama INDEPENDENT Urdu. 24December 2019.
15. Waldman, Peter and Hugh Pope. The Wall Street Journal. Published on 21.09.2001.
16. Alfonseca, Kiara. "20 years after 9/11, Islamophobia continues to haunt Muslims". ABC News. Published on 11.09.2021.
17. Spence, Duncan. "Why online Islamophobia is difficult to stop". Canadian Broadcasting Corporation. Released on 02.11.2014
18. https://www.theguardian.com/commentisfree/2019/may/15/islamophobia-racism-definition- free-speech-theresa-may. Accessed on 21.01.2022.
19. Islamophobia in Europe: The Radical Right and the Mainstream. Insight Turkey. Thursday, October 1, 2015. Published by SETA Foundation. Fall 2015 / Volume 17, No. 4.
20۔ عزیز، خدیجہ۔ "اسلاموفوبیا کو فروغ دینے والے (Promoters of Islamophobia)"۔ پشاور اسلامکس۔ اشاعت جولائی تا دسمبر 2012ء۔ شمارہ: 3، نمبر: 2، ص: 57-66
Aziz, Khadija. Islamophobia ko Farogh dene wale Zarae (Promoters of Islamophobia). Peshawar Islamicus. Ashaat July ta December 2012. Shumara 3, Number 2. P:57-66
21۔ عزیز، خدیجہ۔ مغرب میں اسلاموفوبیا کے فروغ کے لیے مستعمل ذرائع (الیکٹرانک میڈیا) اور ان کے اثرات۔ برجس۔ اشاعت جنوری تا جون 2014ء جلد 1، شمارہ 1، ص: 41-52
Aziz, Khadija. Maghrib myn Islamophobia ky Farogh ky liye mustamil Zarae (Electronic Media) aor an ky Asrat. Barjis. Ashaat January ta June 2014. Jilld 1, Shumara 1, P:41-52

22۔ عطاء الرحمٰن۔ مغربی ممالک میں اسلاموفوبیا کا بڑھتا ہوا رجحان، اسباب، اثرات اور تدارک: اطلاقی جائزہ۔ ابحاث۔ اشاعت 2022ء۔ شمارہ: 7، نمبر: 26۔
Ata ul Rehman. Maghribi Mumalik myn Islamophobia ka barhta hua rujhan, Asbab, Asrat, Tadarak: Itlaqi jaeza. Abhas. Ashaat 2022. Shumara 7, Number:26
23۔ انجم، سہیل۔ مغربی میڈیا اور اسلام۔ جامعہ نگر، دہلی، انڈیا۔ الکتاب انٹرنیشنل۔ تاریخ اشاعت ندارد۔
Anjum, Sohail. Maghribi Media aor Islam. Jamya Nagar, Dehli, India. Alkitab Internationl. Tareekh e Ashaat Nadarad.
24۔ صاحبزادی، مہوش۔ "Home Boy ناول کے ذریعے اسلاموفوبیا کی سیاسی گفتگو کا تجزیہ" (A Political Discourse Analysis of Islamophobia through the novel Home Boy)۔ ایکٹا اسلامیکا۔ اشاعت جنوری تا جون 2018ء۔ شمارہ: 6، نمبر: 1، ص: 1-18
Sahibzadi, Mehwish."Home Boy" Novel ky Zariye Islamophobia ki siasi Guftugu ka Tajziya.(A Political Discourse Analysis of Islamophobia through the novel Home Boy). Acta Islamica. Ashaat Januay ta June 2018. Shumara:6, Number:1, P:1-18
25۔ اقبال، ظفر۔ اسلاموفوبیا: تاریخ، سیاق و سباق اور تجزیہ (Islamophobia: History, Context and Deconstruction)۔ نئی دہلی، انڈیا۔ سیج (SAGE) پبلیکیشنز۔ 2020ء
Iqbal, Zafar. Islamophobia: Tareekh, siaq o sabaaq aor Tajziya (Islamophobia: History, Context and Deconstruction). New Dehli, Indias. Sage Publications. 2020

26۔ ریاض، ثاقب۔ "مغربی میڈیا پر اسلاموفوبیا"(Islamophobia In The Western Media)۔ پاکستان جرنل آف اسلامک ریسرچ۔ اشاعت جنوری2020ء۔ شمارہ:18، نمبر:2، ص:21-32

Riaz, Saqib. Maghribi Media par Isamophobia.(Islamophobia In The Western Media). Pakistan Journal of Islamic Research. Ashaat January 2020. Shumara,:18, Number:2. P:20-32

27۔ ذوالفقار، آمنہ۔ "سوشل میڈیا پر اسلام، اسلاموفوبیا اور مغربی دنیا"(Islam, Islamophobia and Western World on Social Media)۔ پاکستان جرنل آف اسلامک ریسرچ۔ اشاعت نومبر2020ء۔ شمارہ: 21، نمبر: 1، ص:71-80

Zulfiqar, Aamna. Social Media par Islamophobia aor Maghribi Duniya (Islam, Islamophobia and Western World on Social Media). Pakistan Journal of Islamic Research. Ashaat November 2020. Shumara,:21, Number:21. P:71-80

28۔ سلطان، خالد۔ "اسلامو فوبیا اور مغربی میڈیا میں اسلام اور مسلمانوں کی نمائندگی"(Islamophobia and the Representation of Islam and Muslims in the Western Media)۔ البصیرہ۔ اشاعت اگست2021ء۔ شمارہ: 9، نمبر: 2، ص:26-36

Sultan, Khalid. Islamophobia aor Maghribi Media myn Islam aor Musalmanon ki numaendgi (Islamophobia and the Representation of Islam and Muslims in the Western Media). Al-Baseera. Ashaat August 2021. Shumara,:9, Number: 2. P:26-36

29۔ خان، کلیم اللہ۔ "اسلامو فوبیا: بنیاد پرست مغربی افکار اور اسلام کی روشنی میں اس کا مقابلہ"(Islamophobia: Radical Western Thoughts and It's Encounter In The Light Of Islam)۔ مجلہ علوم اسلامیہ و دینیہ۔ اشاعت جولائی تا دسمبر 2021ء۔ شمارہ: 6، نمبر: 2، ص:39-55

Khan, Kaleem Ullah. Islmophobia: Buniyad parast Maghribi afkar aor Islam ki roshni main iss ka Muqabla (Islamophobia: Radical Western Thoughts and It's Encounter In The Light Of Islam). Mujall Uloom e Islamia wa deeniya. Ashaat July ta December 2021. Shumara,: 6, Number: 2. P: 39-55

30۔ عباسی، ریاض، عمر۔ "اسلاموفوبیا، مغرب میں مسلم کمیونٹیز کے خلاف نفرت و تشدد اور اسلام کی حقیقی تصویر"(Islamophobia, Hatred and Violence against Muslim Communities in the West and Real Picture of Islam)۔ ایقان۔ اشاعت جون 2022ء۔ شمارہ:4، نمبر:2، ص:1-14

Abbasi, Riaz, Umar. Islamophobia, Maghrib myn Muslim Communities ky Khilaf Nafrat wa Tashaddud aor Islam ki Haqeeqi Tasveer (Islamophobia, Hatred and Violence against Muslim Communities in the West and Real Picture of Islam). Ashaat June 2022. Shumara,: 4, Number: 2. P: 01-14

31۔ سعدیہ، سیدہ۔ "معاشرہ، رویہ، پالیسیوں اور نوجوانوں پر اسلاموفوبیا کے اثرات"(The Impact of Islamophobia on Society, Attitude, Policies and the Youth)۔ علمیات(Epistemology)۔ اشاعت جون2022ء۔ شمارہ:10، نمبر:11۔ ص:112-136

Saadia, Syeda. Muashra, Rawayya, Policion aor NojwanoN par Islmophobia ky Asraat (The Impact of Islamophobia on Society, Attitude, Policies and the Youth). Ilmiya (Epistemology). Ashaat June 2022. Shumara,: 10, Number: 11. P: 112-136

32. Wimmer, Andreas. (1997). "Explaining xenophobia and racism: A critical review of current research approaches". Ethnic and Racial Studies. 20 (1): Pp: 17.

33. Modood, Tariq (29 September 2005). "Remaking multiculturalism after 7/7". The most important such form of cultural racism today is anti-Muslim racism, sometimes called Islamophobia. https: //www.surrey.ac.uk/cronem/files/Tariq-Modood-article.pdf (Retrieved 22 February 2022)
34. Frost, Diane. (2008). "Islamophobia: Examining causal links between the media and "race hate" from "below". International Journal of Sociology and Social Policy. 28. Pp: 564–578.
35. Døving, Cora Alexa (2010). "Anti-Semitism and Islamophobia: A Comparison of Imposed Group Identities" (PDF). Tidsskrift for Islamforskning. 4 (2). Pp: 52–76.
36. Schiffer, Sabine. Wagner, Constantin. (2011). "Anti-Semitism and Islamophobia – new enemies, old patterns". Race & Class. 52 (3) Pp: 77.
37. Edward W. Said, 'Orientalism Reconsidered' in Francis Barker, Peter Hulme, Margaret Iversen, Diana Loxley (eds), Literature, Politics, and Theory, Methuen & Co, London 1986. Pp: 220.
38. Lefkovits, Etgar. "Islam converts change face of Europe; 100,000 French, British citizens have converted to Islam over the last decade". The Jerusalem Post. Published on 23.01.2007.
39. Beck, Eldad. "Germany: Sharp rise in Muslim converts". Ynetnews. Published on 18.01.2007.
40. Mistiaen, Veronique. "Converting to Islam: British women on prayer, peace and prejudice". The Guardian. Published on 11.10. 2013.
41. Wilgoren, Jodi. "A NATION CHALLENGED: AMERICAN MUSLIMS; Islam Attracts Converts By the Thousand, Drawn Before and After Attacks". The New York Times. Published on 22.10.2001
42. Cesari, Jocelyne. "Muslims in Western Europe After 9/11: Why the term Islamophobia is more a predicament than an explanation" Submission to the Changing Landscape of Citizenship and Security: 6th PCRD of European Commission. 1 June 2006: p. 6